کہ "وہ وہی کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں"!

اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں تکوینی امور میں اپنا نمائندہ بنایا ہے لیکن چونکہ وہ بااختیار نہیں، اس لیے ان کا کوئی فعل ان کے اختیار پر مبنی نہیں ہوتا۔ جبکہ انبیاءؑ اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہیں اور یہ نمائندگی وہ اپنے اختیار سے کرتے ہیں، تاہم اللہ کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے اللہ ان کی حفاظت کرتے ہیں لہٰذا وہ معصوم ہوتے ہیں، اگرچہ یہ منصب وہبی ہوتا ہے اختیار سے حاصل نہیں کیا جا سکتا —— گویا فرشتوں کی نمائندگی تکوینی امر ہے اور انبیاءؑ کی نمائندگی تشریعی!

سوال نمبر ۶:

آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ نبی کا ہر حکم لازمی نہیں ہوتا، جب وہ حکم ہے تو لازمی کیوں نہیں؟ جبکہ آپؐ نے فرمایا:

"إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ"

جواب: "تابیر نخل" (کھجوروں کی پیوندکاری) والے معاملہ میں جو الفاظ مجھے یاد ہیں، یہ ہیں:

"إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ —— وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُورِ دُنْيَاكُمْ"!

ان الفاظ سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ حکم واجب الاطاعت ہے جو دین سے متعلق ہو، جبکہ آپؐ کے بعض امور ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ذاتی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں —— کاروباری تجربے اور انتظامی امور نفس الامری کے اعتبار سے انسانی تدبیر شمار ہوتے ہیں، لہٰذا ان میں انسان کو آزادی دی گئی ہے، اور یہی مشورے کا میدان بھی ہے۔ ایسے امور میں مشورہ دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اختلاف بھی کیا گیا۔ لیکن یہ واضح رہے کہ کاروباری اور انتظامی امور کا ایک پہلو ایسا بھی ہے جس کا تعلق حقوق و فرائض کے اعتبار سے خیر و شر، حق و باطل اور عدل و ظلم کی حدود میں داخل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ان امور میں شرعی ہدایات بھی دی گئی ہیں اور ان کی پابندی بھی لازمی ہے، چونکہ انسان کے لیے بسا اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ تدبیر کرتے ہوئے وہ خیر و شر کی حدود کا لحاظ رکھ سکا ہے یا نہیں، اس لیے صحابہ کرامؓ ایسے موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ پوچھ لیا کرتے تھے کہ آپ کی یہ ذاتی رائے ہے یا شرعی ہدایت؟ ہمارے لیے